

علامہ ابن تیمیہ کا تفسیری ورثہ

جناب ڈاکٹر عبد العظیم اصلاحی

اہل علم میں علامہ ابن تیمیہ کی شہرت بجا طور سے جامع کمالات کی حیثیت سے ہے، لیکن ان کے سوانح نگاروں نے زیادہ اہمیت فتاویٰ، فقہ و حدیث، رد منطوق و علم کلام اور عقاید سے متعلق علامہ کے کارناموں کو دی ہے۔ عام طور سے علم تفسیر سے متعلق ان کی خدمات کا صرف مختصر یا سرسری تذکرہ کیا ہے۔ حالانکہ اس فن میں ان کے مقام اور خدمات کی اہمیت کا اندازہ ان رالیوں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو ان کے شاگردوں، قریب سے جاننے والوں اور ماہرین فن نے ان کے بارے میں ظاہر کیا ہیں۔ پیش نظر مضمون میں اُس دوران طبقہ کو علم تفسیر سے متعلق علامہ کی کاوشوں سے متعارف کرانا مقصود ہے، نیز طلباء علوم القرآن کو اس تفسیری ذخیرہ کی طرف توجہ دلانا ہے جس میں ان کے اطمینان قلب و نظر کا کافی سامان موجود ہے۔

ابن تیمیہ کا تفسیری کارنامہ | یہ بات قطعی ہے کہ علامہ ابن تیمیہ نے راجح طریقہ کے انداز پر قرآن پاک کی مکمل تفسیر نہیں لکھی اور نہ وہ اس کی ضرورت محسوس کرتے تھے۔ اپنے ایک شاگرد ابن رشیق کی اس طرح کی دسترس کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ "قرآن کا کچھ حصہ فی لہجہ واضح ہے، کچھ کی مفسرین نے ایک سے ناید کتابوں

مطہ طوالت کے اندیشہ سے ہم ان رالیوں کو یہاں ہم ذکر نہیں کر رہے ہیں، ان کے لیے درج ذیل مصادر کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔ ابن عبد البر، الحدود الدریۃ، بیروت، دارالکتب العلمیہ بدون تاریخ صفحات ۱۲، ۲۳ وغیرہ۔ البزاز، عمر بن علی۔ الاعلام العلمیہ، بیروت، المکتب الاسلامی، طبع ثانی ۱۳۹۹ھ، صفحات ۲۲-۲۳۔ ابن ناصر الدین، الرالوا فر، بیروت، المکتب الاسلامی ۱۹۸۰ھ، صفحات ۲۰۲-۲۰۴۔

میں شرح کردی ہے لیکن بعض آیات ایسی ہیں جن کی تفسیر علامہ کی ایک بڑی جاہلیت پر مشکل ہو گئی ہے۔ ان کی گرہ کشائی کے لیے ایک شخص بہت سی کتابوں کی ورق گردانی کرتا ہے پھر بھی گوہر مقصود ملتا نہیں آتا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مصنف نے ایک آیت کی تفسیر لکھ دی ہے۔ اسی تفسیر کے مماثل دوسری آیت کی تفسیر بھی ہونی چاہیے۔ میں نے دلیل کی روشنی میں انہیں آیات کی تفسیر کا قصد کیا ہے۔ کیونکہ جب ایک آیت کے معنی ظاہر ہو گئے تو اس طرح کی دوسری آیات کے معنی بھی واضح ہو جائیں گے۔

ابن رشیق کے بارے میں ابن تیمیہ کے ایک اور شاگرد ابن عبدالبہادی کا کہنا ہے کہ ”یہ ہمارے استاد کے خاص شاگردوں میں سے تھے اور ان کی تحریروں کے لکھنے اور جمع کرنے میں سب سے آگے تھے۔ اس لحاظ سے ابن رشیق کا مذکورہ بالا بیان علامہ ابن تیمیہ کے مکمل تفسیر نہ لکھنے کے بارے میں قول فیصل کی عیثیت رکھتا ہے۔ اور اس سے ان مصنفین کے خیال کی تردید ہو جاتی ہے جنہوں نے ابن تیمیہ کے مکمل تفسیر لکھنے یا ان کی تفسیروں کے تیس یا چالیس جلدوں میں پائے جانے کی بات کہی ہے۔“

علامہ ابن عبدالبہادی، العقود الدریتہ ص ۲۷، ۲۸۔ متاخرین میں امام فراہی بھی اسی کے قائل نظر آتے ہیں کہ بجائے پورے قرآن کی تفسیر لکھنے کے ان سورتوں کی تفسیر پر اکتفا کیا جائے جس کا نظم و معنی سمجھنے میں قاری کو مشکل پیش آتی ہو، چنانچہ انہوں نے بھی ایک طرف سے قرآن کی تفسیر لکھنے کے بجائے متفرق سورتوں کی تفسیر لکھی۔

علامہ ابن عبدالبہادی، العقود الدریتہ ص ۲۷

علامہ ابن بطوطہ نے ابن تیمیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے ”البحر المحیط“ کے نام سے چالیس جلدوں میں قرآن کی مکمل تفسیر لکھی ہے جو محض وہم و گمان ہے جو ابن تیمیہ کو ابو حیان الاندلسی سے گڈ ٹڈ کر دینے کی وجہ سے پیش آیا ہے اسی سے ملتی جلتی بات مشہور مستشرق بروکھان نے بھی کہی ہے۔ ملاحظہ ہو: برکتہ، ابراہیم خلیل۔ ابن تیمیہ و جہودہ فی التفسیر، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۹۸۳ء، ص ۸۴-۸۵۔

علامہ ابن تیمیہ کے شاگردوں ابن البہادی نے اپنے استاد کی سوانح عمری میں تحریر کیا ہے کہ علامہ نے ان مفسرین سلف کے اقوال کو تیس سے زائد جلدوں میں جمع کیا جو اپنی کتابوں میں سندوں کے ذریعے روایت کرتے ہیں۔ (العقود الدریتہ ۲۶) غالباً علامہ نے یہ اقوال اپنی یادداشت اور استفادہ کے لیے لکھے ہوں گے، ورنہ ابن تیمیہ کے اپنے قول کے مطابق یہ چیز تحصیل حاصل ہوتی۔ غالباً اسی بنیاد پر مولانا دباقی برصغیر آئندہ:

علامہ سے کئی شاگردوں نے علامہ کی ان کتابوں کی جو انہیں معلوم ہو سکیں، فہرستیں تیار کی ہیں۔ ان میں سب سے طویل فہرست علامہ ابن تیمیہ کے قریب ترین شاگرد ابن القیم کی تیار کردہ ہے۔ اس میں تفسیر سے متعلق چھوٹے بڑے ۹۲ رسائل و کتب کا ذکر ہے۔ ان میں سے مکمل سورتوں کی تعداد ۱۲ ہے۔ باقی متفرق آیات کی تفسیر و تشریح یا قرآن کے بعض پہلوؤں پر رسالے ہیں۔ اس میں سورۃ النور اور سورۃ البیل کی تفسیروں کا ذکر نہیں ہے۔ علامہ کے مطبوعہ اجزائے تفسیر میں سورۃ النور اور سورۃ الما خلاص بہت پہلے سے شائع و متداول ہیں۔ ۱۹۵۴ء میں دارالقیامہ بھیمندھی سے مشہور سلفی عالم مولانا عبدالصمد شرف الدین نے ”مجموعہ تفسیر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے نام سے قرآن کی چھ سورتوں، الاعلیٰ، الشمس، البیل، العلق، البینۃ، الکافرون کی تفسیر اپنے حواشی و تعلیقات، اشاریے اور انگریزی میں ایک وسیع مقدمہ کے ساتھ ان کے شایانِ شان معیار پر شائع کیے۔ ابن تیمیہ کی تفسیر کے یہ اجزاء انہیں قاہرہ کے دارالکتب المصریہ میں موجود ابن عروہ حنبلی متوفی ۸۳۷ھ کی کتاب اللکواکب الدراری کے مخطوطہ میں ملے۔ اس مجموعہ کے بارے میں علامہ الشام محمد بھیمۃ البیطار مرحوم لکھتے ہیں:

”ابن تیمیہ کی چھ سورتوں کی تفسیر پر مشتمل یہ مجموعہ محض ایک تفسیر ہی نہیں ہے، بلکہ حقیقت میں

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب میں ابن تیمیہ کی تفسیری خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے تیس جلدوں میں ان کی تفسیر لکھنے جانے کا ذکر کیا ہے اور ان کی مکمل تفسیر کے ضائع و مفقود ہونے پر افسوس کیا ہے (تاریخ دعوتِ عزیمت (جلد دوم) مجلس تحقیقات و نشریات اسلام۔ لکھنؤ، طبع چہارم (۱۹۶۹ء) ص ۳۴۷، ۳۴۸)

(حاشیہ صفحہ ۱۸)

۱۔ ابن التیم، اسرار مولفات شیخ الاسلام ابن تیمیہ (تحقیق المتجد، صلاح الدین، بیروت، دارالکتب الحدید، طبع رابع ۱۹۶۲ء ص ۸-۱۸)

۲۔ شرف الدین عبدالصمد (مرتب) مجموعہ تفسیر شیخ الاسلام احمد ابن تیمیہ، بھیمندھی، دارالقیامہ لکھنؤ ص ۵۰۰

یہ قرآن کی بعض رکٹی اہم، سورتوں کی تفسیر ہے اور ان متکلمین سے مناظرہ ہے جو آیات صفات کی تاویل کرتے ہیں اور ان کے شرعی و لغوی معانی کو معطل قرار دیتے ہیں۔ مثلاً فرقہ جہمیہ، معتزلہ و قدریہ۔ اس میں صحیح منقول اور صریح معقول کے درمیان بہترین طور پر مطابقت پیش کی گئی ہے۔^۱

سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض سے ۳۵ جلدوں میں ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ اور دو جلدوں میں ان کی قہرست یا اشاریہ سن ۱۳۸۱ تا ۱۳۸۶ ہجری میں شیخ عبدالرحمن بن محمد حنبلی نے شائع کیے ہیں ان کی چھ جلدیں ۱۲ تا ۱۷۔ تفسیر اور علوم قرآن سے متعلق ہیں۔ ان میں ابن تیمیہؒ کی تفاسیر کے دستیاب اجزاء قرآن اور قرآنی آیات سے متعلق سوالات پر ابن تیمیہؒ کے جوابات، مقدمہ اصول تفسیر وغیرہ شامل ہیں۔ اقبال احمد اعظمی نے "تفسیرات ابن تیمیہؒ" کے عنوان سے ایک کتاب ۱۹۷۱ء میں علمی پریس، مالینگاؤں سے شائع کی ہے۔ بد قسمتی سے مجھے اس سے استفادہ کا موقع نہیں مل سکا۔ اس لیے اس کے محتویات کے بارے میں کچھ کہنا ممکن نہیں ہے۔

دقائق التفسیر کے نام سے محمد السید الجلیند نے ابن تیمیہؒ کے تفسیری ورثہ کو عام تفاسیر کے انداز پر مرتب کیا ہے۔ یہ کتاب دوسری بار ۱۹۸۳ء میں چار جلدوں میں شائع ہوئی۔ اس کا پہلا ایڈیشن چار حصوں میں صرف سورہ مجادلہ تک ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا تھا۔ طبع ثانی میں مرتب نے اسے تفسیر معوذتین تک پہنچا دیا ہے۔ اگرچہ یہ قابل تحسین کوشش ہے مگر اپنے بلند بانگ دعوؤں کے باوجود راقم کی نظر میں یہ مجموعہ غیر تشریفی بخش ہے۔ اس پر مزید اظہار خیال مضمون کے آخر میں ہوگا۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے جو مختلف آیات و سورتوں کی مستقل تفسیریں لکھی ہیں۔ ان کے علاوہ ان کی اکثر کتابوں میں بعض دوسرے مباحث کے تحت بہت سی آیات کی منمنائے تفسیر و تشریح آگئی ہے۔ خاص طور سے

^۱ البیطار، محمد ہبیبہ، "حیاء شیخ الاسلام ابن تیمیہ" بیروت، المکتب الاسلامی ۱۹۶۱ء، ص ۱۲۷

^۲ الحنبلی، عبدالرحمن بن محمد (مرتب)، مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ، الریاض، مطابع

الریاض - ۱۳۸۱ء

^۳ الجلیند، محمد السید (مرتب)، دقائق التفسیر الجامع لتفسیر الامام ابن تیمیہ ۱۹۸۳ء، چھ حصے چار جلدوں میں۔

درج ذیل کتابوں میں واقف تفسیری ذخیرہ موجود ہے۔

۱۔ الحجرات الصحيح لمن بدل دين المسيح۔

۲۔ الفرقان بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان۔

۳۔ کتاب در أتعاض العقل والنقل۔

۴۔ الفتاوى الكبرى۔

علامہ ابن تیمیہ کا طریقہ تفسیر | تفسیر قرآن کے سلسلے میں علامہ ابن تیمیہؒ نے جو طریقہ اپنایا ہے۔ وہ صحیح

معنوں میں سلفِ صالحین کا طریقہ ہے اور اس قابل ہے کہ ہر سلیم الفہم اسے اختیار کرے۔ فہم قرآن کے لیے سب سے پہلے وہ خود قرآن سے مدد لیتے ہیں، پھر احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد تابعین کے متفقہ اقوال کو درجہ دیتے ہیں۔ اختلاف کی شکل میں قرآن و حدیث کی توجع و نشا اور عربی زبان کے استعمال اور صحابہ کے اقوال سے اقرب قول کو لیتے ہیں۔ اس اجال کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ قرآن کی تفسیر قرآن سے۔ ابن تیمیہؒ کے نزدیک تفسیر کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ خود پہلے

قرآن کی طرف رجوع کیا جائے۔ القرآن یفسر بعضہ بعضاً۔ کیونکہ قرآن میں عموماً اگر ایک چیز ایک جگہ مختصراً مجمل آئی ہے تو دوسری جگہ اسے تفصیل بیان کر دیا گیا ہے۔ کتابُ اُحْکَمَتْ اٰیَتُهُ لَمَّا

فَصَلَتْ مِنْ لَدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ (ہود۔ ۱) یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں پہلے حکم کی گئیں پھر خدائے عظیم و خبیر کی طرف سے ان کی تفصیل کی گئی۔

۲۔ فہم قرآن کی دوسری کلید احادیث ہیں کیونکہ یہ چیز منصب رسالت میں شامل تھی کہ آپ قرآن کی صحیح

تشریح و تعبیر لوگوں کو بتادیں وَ اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ الذِّکْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ اِلَیْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (نحلہ ۲۴) اور ہم نے تم پر بھی یاد دہانی اتاری تاکہ تم لوگوں پر اس چیز کو اچھی

طرح واضح کر دو جو ان کی طرف اتاری گئی ہے اور تاکہ وہ غور کریں۔

سنہ ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام، الرياض، مطابع الریاض ۱۳۸۱ھ، جلد ۱۳،

۳۔ کسی آیت کی وضاحت قرآن و حدیث میں نہیں مل رہی ہے تو صحابہ کرامؓ کے آثار کی طرف توجہ کرنی چاہیے، اس لیے کہ ان کے سامنے اور ان کے ماحول میں قرآن نازل ہوا۔ وہ قرآن و سنت کے سب سے بڑے رمز شناس تھے اور براہ راست درس گاہ رسالت سے فیض یافتہ بھی۔

۴۔ آخری مرتبہ تابعین کے اقوال کا آتا ہے جو صرف ایک واسطہ سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب تھے اور جن کی ایک خاصی تعداد نے جن میں حضرت عکرمہؓ، مجاہدؓ، عطاء بن رباح، حسن بصریؓ وغیرہم شامل ہیں مفسرین صحابہ مثلاً حضرات ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ وغیرہم سے ایک ایک آیت سبقتاً پڑھی تھی۔ ان کے متفقہ اقوال کے حجت ہونے میں کوئی شبہ نہیں، البتہ مختلف فیہ اقوال کے سلسلے میں قول اصوب کی تعیین میں قرآن و حدیث کے انماذ زبان و بیان عربوں کے عام استعمال لغت اور صحابہ کے اقوال کا سہارا لیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تابعین کے بعد فہم قرآن کا دروازہ بند نہیں ہوگا، بلکہ ان کے اقوال کے مختلف ہونے (اسی میں ان کا کوئی قول نہ پایا جانا شامل ہے) کی صورت میں قرآن و حدیث کی زبان اس کی روح و منشا، تفسیر طلب الفاظ اور جملوں کا عربوں کے یہاں استعمال اور صحابہ کے اقوال کی روشنی میں کسی آیت کی تفسیر کی جائے گی۔ ان چار اصولوں سے ہٹ کر من مانی تفسیر کو جسے اصطلاحاً "تفسیر بالرأے" سے موسوم کیا جاتا ہے وہ حرام قرار دیتے ہیں۔

تفسیر بالرأی کی حکمت علامہ ابن تیمیہؒ نے تفسیر بالرأی کی حرمت کے سلسلے میں بہت سے دلائل دیئے ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس نے قرآن کے بارے میں کوئی بات بغیر علم کے کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ کو بنا لے۔ اسی طرح حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جس نے قرآن کی بابت کوئی بات (محض، اپنی رائے سے کہی جو راتفاقاً نکلی اس نے مجھی غلطی کی۔ اس کی تشریح میں ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ "جس نے قرآن کے سلسلے میں اپنی رائے سے (بغیر کسی بنیاد کے) کوئی بات کہی اس نے ایسی بات

۱۔ ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام، الرياض، مطابع الرياض ۱۳۸۱ھ، جلد ۱۳، ص ۲۷۰۔

۲۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ایضاً صفحات ۲۷۰ - ۲۷۳۔

کہنے کی جرأت کی جس کا اُسے علم نہیں ہے۔ اور ایسی راہ پر چلا جس کا اُسے حکم نہیں ہے۔ ایسے شخص نے واقعہً صحیح معنی کو بالبا۔ پھر بھی غلط اقدام کیا۔ کیونکہ کام کا جو صحیح طریقہ ہے اُسے اس نے نہیں اپنایا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی جاہل لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے بیٹھ جائے۔ ایسا شخص جہنم رسید ہوگا۔ اگرچہ اتفاقاً اُس کا فیصلہ صحیح ہو گیا ہو۔ البتہ ایسے شخص کا جرم اس شخص سے ہلکا ہوگا جس کا فیصلہ بھی غلط ہو۔ واللہ اعلم۔ ابو عمر سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ کون سی سر زمین مجھے سہاڑ سکتی ہے اور کس آسمان کے زیر سایہ مجھے پناہ مل سکتی ہے اگر میں کتاب اللہ کے بارے میں کوئی ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہیں ہے۔ حضرت مسروقؓ نے فرمایا کہ تفسیر کے معاملہ میں ڈرو، کیونکہ وہ اللہ کے منقول روایت ہے۔

مذکورہ بالا اقوال کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن کی تفسیر میں صرف منقولات پر اعتماد کیا جائے اور اس میں تدبر و تفکر نہ کیا جائے۔ یا یہ کہ تدبر و تفکر کے نتیجے میں ہونے والی گرہ کشائی اور دوسرے رائج علم سے ہونے والی وضاحتوں سے پرہیز کیا جائے۔ ابن تیمیہؒ کے ذکر کردہ آثار و اقوال میں سے (چند ایک کو چھوڑ کر جو ذاتی شدت احتیاط پر مبنی ہیں) اکثر میں صاف ممانعت صرف بغیر علم تفسیر کرنے کے آئی ہے۔ ورنہ علم و تفکر کی بنیاد پر قرآن کی تفسیر شروع سے ہوتی چلی آئی ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابن تیمیہؒ کے طریقہ تفسیر کے تحت ذکر کیا ہے وہ اس تفسیر کو تفسیر بالرای سمجھتے ہیں جو خود قرآن کی اپنی تفسیر، احادیث کی وضاحتوں، اقوال، صحابہ و تابعین اور زبان و بیان کے قواعد و ضوابط سے آزاد ہو کر کی جائے۔ وہ اس طرح کی تفسیر سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں، رہی وہ تفسیر جو کسی علمی اساس پر مبنی ہو وہ تو عین واجب و مطلوب ہے کیونکہ جس طرح یہ واجب ہے کہ جس چیز کا علم نہ ہو اس پر سکوت اختیار کیا جائے، اسی طرح اس چیز کا بیان کرنا بھی واجب ہے جس کا آدمی کو علم ہو اور اُس سے دریافت کیا جائے۔ حدیث شریف میں ہے جس کے کسی علم کے بارے میں

۱۔ ابن تیمیہؒ مجموعہ۔ فتاویٰ شیخ الاسلام، الرياض، مطابع الرياض ۱۳۸۱ھ جلد ۱۳ صفحہ ۳۷۱

۲۔ بعض علماء نے ان علوم کی نہرت تیار کرنے کی کوشش کی ہے جس سے واقف ہونا ایک مفسر کے لیے ضروری ہے اور جن کے بغیر تفسیر بالرای کے فتنے میں پڑنے کا قومی اندیشہ ہے۔ وہ علوم ہیں لغت، نحو، صرف، اشتقاق، علم معانی، بیان، بدیع، علم قرأت، اصول دین، اصول فقہ، اسباب نزول، قصص، نسخ و منسوخ، فقہ، احادیث، علم وحی۔ علامہ ہدایہ سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، قاہرہ، مصطفیٰ حسین و شرکاء، حصہ دوم ص ۱۸۱

پوچھا گیا اور اس نے اسے پھپھپایا۔ ایسے شخص کو قیامت کے دن آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔^۱
یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ابن تیمیہ اور دوسرے علماء نے تفسیر بالرأی کے فتنے سے لوگوں کو خاص طور
سے اس لیے آگاہ کرنا چاہا کہ اس سہد میں بعض باطل فرقوں کی طرف سے قرآن کی ایسی من مانی تفسیر شروع ہو گئی تھی،
جس کی کہیں سے کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی تھی۔^۲ تفسیر بالرأی کا فتنہ ہر دور میں سر اٹھاتا رہا ہے اور ہمیشہ سے
امت میں افتراق کا ایک بہت بڑا سبب رہا ہے۔

(باقی)

۱۔ ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ، جلد ۱۳ ص ۳۷۵

۲۔ ایضاً ص ۳۵۵، ۳۶۰

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورت استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی
ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ عن اور اق پر آیات و احادیث ہوں، ان کا خاص
احترام ملحوظ رکھیں۔

(ادارہ)